رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللّٰہ اکبر — غلام احمد قادیانی

الفضل قادیان

روزنامہ

ایڈیٹر غلام نبی

ترسیل زر بنام منیجر روزنامہ الفضل ہو

شرح چندہ پیشگی

سالانہ للعہ
ششماہی ۸عہ
سہ ماہی ۱۲/ ہے
ماہانہ ۔ ۸عہ

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۸عہ

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

جلد ۲۴	۹ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ	یوم پنجشنبہ	مطابق ۲۷ اگست ۱۹۳۶ء	نمبر ۵۰

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۵ اگست ۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خیر و عافیت ہے ۔

خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ سیالکوٹ سے اور جناب ملک مولا بخش صاحب معاون ناظر تعلیم ۔ اور مولوی محمد ابراہیم صاحب بقا پوری گھٹیالیاں ۔ ضلع سیالکوٹ سے واپس آگئے ہیں ۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

الہامات الٰہیہ کی بارش برسنے کی علامت

"جس طرح آسمانی پانی کا یہ خاصہ ہے ۔ کہ خواہ کسی کنوئیں میں اس کا پانی پڑے ۔ یا نہ پڑے ۔ وہ اپنی طبعی خاصیت سے تمام کنوؤں کے پانی کو اُوپر چڑھاتا ہے ۔ ایسا ہی جب خدا کا ایک الہام یافتہ دُنیا میں ظہور فرماتا ہے ۔ تو خواہ کوئی عقلمند اس کی پیروی کرے یا نہ کرے ۔ مگر اس الہام یافتہ کے زمانہ میں خود عقلوں میں ایسی روشنی اور صفائی آجاتی ہے ۔ کہ پہلے اس سے موجود نہ تھی ۔ لوگ خواہ نخواہ حق کی تلاش کرنا شروع کر دیتے ہیں ۔ اور غیب سے ایک حرکت ان کی قوت متفکرہ میں پیدا ہو جاتی ہے ۔ سو یہ تمام عقلی ترقی اور دلی جوش اس الہام یافتہ کے قدم مبارک سے پیدا ہو جاتا ہے اور بالخاصیت زمین کے پانیوں کو اوپر اٹھاتا ہے ۔ جب تم دیکھو ۔ کہ مذاہب کی جستجو میں ہر ایک شخص کھڑا ہو گیا ہے ۔ اور زمینی پانی کو کچھ ابال آیا ہے ۔ تو اٹھو ۔ اور خبردار ہو جاؤ ۔ اور یقیناً سمجھو ۔ کہ آسمان سے زور کا مینہ برسا ہے ۔ اور کسی دل پر الہامی بارش ہوگئی ہے ۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اطلاع

قادیان ۲۵ اگست۔ آج دھرمسالہ سے بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کل بخیر و عافیت دھرمسالہ پہونچ گئے۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی رپورٹ مظہر ہے۔ کہ دورانِ سفر میں حضور کو درد سر اور متلی کی شکایت رہی۔ جس کے باعث نقاہت اور کمزوری ہوگئی آج صبح خدا تعالےٰ کے فضل سے حضور کی صحت اچھی ہے۔ الحمد للہ

صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں۔ حضرت ام المومنین سلمہا اور دیگر افرادِ خاندان خدا تعالےٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں؛

احباب و عہدہ دارانِ جماعت کی توجہ کیلئے ضروری اعلان

سلسلہ کی خاص ضروریات توسیع مہمانخانہ۔ مسجد مبارک و مسجد اقصیٰ اور جلسہ سالانہ کے چندہ کے متعلق اخبار الفضل میں ۸ جولائی ۱۹۳۶ء کو اور پھر علیحدہ طور پر یہی تحریک ۱۲ جولائی کو جماعتوں اور احباب کی خدمت میں بھجوائی جا چکی ہے۔ اس تحریک کا چندہ ۱۵ اکتوبر تک یکمشت یا بذریعہ اقساط کے ذریعہ ادا ہو جانا ضروری ہے۔ توسیع مہمانخانہ کا کام شروع ہو چکا ہے۔ مسجد مبارک کی توسیع کے لئے ملحقہ دوکانیں خریدی جا چکی ہیں۔ مسجد اقصیٰ کی مزید توسیع کا معاملہ خاص اہمیت اختیار کئے ہوئے ہے۔ ہر جمعہ کو اس کی مزید توسیع کی ضرورت کا اعادہ ہوتا رہتا ہے۔ باوجود حال ہی کی توسیع کے مسجد میں تمام نمازیوں کے لئے گنجائش نہیں ہوتی اس گرمی کی شدت میں سینکڑوں آدمی دھوپ میں مسجد کی چھتوں اور بازار اور گلی کوچوں میں نماز پڑھنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اسی طرح جلسہ سالانہ کا کام بھی شروع ہونے والا ہے۔ الغرض کوئی بھی ایسی ضرورت نہیں ہے۔ جس کو پیچھے ڈالا جا سکے۔ ان سب ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے روپے کا سوال درپیش ہے مہمانخانہ کی تعمیر چھت تک پہونچ چکی ہے۔ گارڈر اور ضروری مصالحہ اور مزدوری کے لئے روپیہ کا سختی سے مطالبہ ہو رہا ہے۔ الغرض ان سب کاموں کے لئے جو تحریک احباب اور جماعتوں میں بھجوائی ہوئی ہے اس کے لئے احباب اور عہدہ دارانِ جماعت سے درخواست ہے۔ کہ وہ اپنا اور اپنی جماعتوں سے جلد چندہ فراہم کر کے بھجوائیں۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ بروقت روپیہ نہ پہونچنے سے کام میں روکاوٹ پیدا ہو کر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے لئے تشویش کا موجب ہو۔

(ناظر بیت المال۔ قادیان)

درخواستہائے دعا:۔ ۱۔ شیخ محمد احمد صاحب ایڈووکیٹ سیکرٹری جماعت احمدیہ کپورتھلہ کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب انکی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار حافظ بشیر احمد؛ (۲) بابو ضیاء الحق خانصاحب کا اکلوتا لڑکا بعمر ۱۲ سال قریباً سات ماہ سے بیمار چلا آتا ہے اور سخت کمزور اور لاغر ہو گیا ہے۔ اب قدرے رو بصحت ہے۔ احباب عزیز کی صحت اور درازی عمر کیلئے دعا فرمائیں (خاکسار فیض الحق خاں فیروزپوری حال وارد قادیان)

احباب جماعت سے درخواستِ دعاء

جناب حافظ عبد المجید صاحب آف منصوری چند یوم سے کاربنکل نکل آنیکی وجہ سے سخت تکلیف میں ہیں اور بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ احباب جماعت احمدیہ سے پُر زور درخواست ہے۔ کہ دردِ دل سے سلسلہ کے اس دیرینہ مخلص خادم کی صحت کیلئے دعا فرمائیں؛ خاکسار محمد اسحٰق۔ پشاور چھاؤنی

بقیہ صفحہ ۴

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک خاص شہر میں تشریف لے جانے سے صرف المدینۃ اُس کا نام پڑ گیا۔ نیز عربی میں ہر چھوٹے سے چھوٹے گھر کو بیت کہتے ہیں۔ مگر ابتداء آفرینش میں خدا تعالےٰ نے مکہ میں ایک گھر بنا کر اس کا نام البیت رکھدیا جیسا کہ فرمایا۔ واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت اسی طرح عرب میں ہر بڑے گھر کو دار کہتے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ نے انی احافظ کل من فی الدار کہکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کا نام الدار رکھدیا۔ یہاں پر اگر کوئی شخص کہے۔ کہ حضور رسول مقبول علیہ السلام کے مکان کا نام کیا ہے۔ تو اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضور علیہ السلام کے تمام گھر خلفاء کے زمانہ میں مسجد کا جزو بن چکے ہیں۔ اور اب دُنیا میں کوئی گھر ایسا نہیں۔ جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جا سکے۔ پس کسی احمدی کو اجازت نہیں۔ کہ وہ اپنے مکان کا نام صرف الدار رکھے۔ یہ دنیا میں صرف ایک گھر کا نام ہے۔ جیسا کہ کسی شہر کا نام المدینہ رکھنا ناجائز ہے۔ یہ محض حضور سرورِ کائنات کے شہر کا امتیازی نام ہے۔ نیز کسی مکان کو البیت کے نام سے موسوم کرنا درست نہیں یہ خصوصیت تو صرف ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ کو حاصل ہے۔ اسی طرح دنیا کی کوئی کتاب الکتاب کہلانے کی مستحق نہیں۔ کیونکہ یہ طرۂ امتیاز خدا تعالےٰ کی آخری اور کامل کتاب کو حاصل ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کا نام الدار ہے۔ اور باقی احمدیوں کے مکانات الدار نہیں۔ ہاں دار الحمد دار الشکر۔ دار الفضل۔ دار الانوار وغیرہ وغیرہ دار کی اضافت کے ساتھ ہیں۔

اس کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الدار کے مختلف حصوں کے مختلف نام کیوں رکھے۔ سو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم وسع مکانک کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مکان میں اپنے مریدوں کی رہائش کے لئے بیسیوں کمروں کا اضافہ کیا۔ تو اب مریدوں اور خادموں کے لئے کمروں کی تعیین مشکل ہوگئی۔ اس لئے حضور نے کسی کمرہ کا نام بیت الذکر کسی کا بیت الفکر کسی کا بیت الدعا کسی کا حجرہ کسی کا دار البرکات اور کسی کا بیت النور رکھا تا کہ گھر میں مختلف رہنے والے خاندانوں کے افراد کو کسی خاص حصہ کی تعیین کرنے میں دقت نہ ہو۔ علاوہ ان ناموں کے حضور نے اپنے ایک چوبارہ کی چھت پر جگہ بنائی تا کہ گھر کی مستورات گرمیوں میں مغرب عشاء اور فجر ادا کر سکیں اور اس پر الفاظ مسجد البیت یعنی گھر کی مسجد لکھوا دیئے۔ اور علاوہ عربی ناموں کے حضور کے مکان کے بعض حصے گول کمرہ۔ گلابی کمرہ۔ سرد خانہ۔ ڈیوڑھی والا دالان کے نام سے بسبب اپنی ہیئت وضع اور رنگ کے کہلاتے تھے۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ حضور نے خود یہ نام رکھے تھے۔ بلکہ خادم اور گھر کے رہنے والے ایسا کہتے تھے اور عربی ناموں میں سے بیت النور اسی کمرہ کا نام حضور نے تجویز فرمایا جو الدار میں سب سے اندھیرا کمرہ تھا۔ پس اس کے ظاہری اندھیرے کے باوجود اُسے بیت النور کہنا ہی نہایت درست اور موزوں ہے کیونکہ ایسا کہنا گویا دوسرے لفظوں میں یوں کہنا ہے۔ کہ جو کمرہ ظاہر میں تاریک اور اندھیرے والا ہو۔ اس میں اگر کوئی نورانی شخص قدم رکھے۔ تو اسے تاریک مت کہو۔ کیونکہ اس کی تاریکیوں پر سو نور قربان ہیں۔ اور اب تو وہ خود ہمہ تن نور ہے۔ جیسا کہ باوجود مر جانے اور مُردہ ہو جانے کے اللہ تعالےٰ اپنی راہ میں مرنے والوں کے متعلق فرماتا ہے لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات۔ یعنی میری راہ میں مرنے والے کو مرنے والا نہ کہا کرو۔ بلکہ اسے زندہ ہونے والا کہا کرو؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

امارت کا پھندا ڈالنے پر اصرار

مولانا ابوالکلام آزاد امارت کا عہدہ قبول کرنے سے انکار کر چکے۔ اور علی الاعلان فرما چکے ہیں۔ کہ "بحالاتِ موجودہ اس طرح کے کسی نظام کی مزید سعی کچھ سود مند نہ ہوگی" لیکن جن صاحب نے امارت گری کا ذمہ لے رکھا ہے۔ ان کا اصرار ہے کہ وہ مولانا آزاد کو ضرور یہ منصب عطا کریں گے۔ اور اس بارے میں ان کا کوئی عذر نہ سنیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اخبار "زمیندار" (۲۲۔ اگست) میں ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جس میں مولانا کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:-

"آپ کا گرامی نامہ (جس میں امیر بننے سے انکار کیا گیا) ۸ر اگست تک مجھے دستیاب نہ ہوا تھا۔ لیکن اگر یہ مکتوب مجھے بروقت مل بھی جاتا۔ تو میرے پاس اس قسم کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے کہ میں کیوں آپ کا نام تجویز کرنے سے رُک جاتا۔ بحیثیت ایک فردِ ملت کے مجھے اس امر کا پورا پورا حق پہنچتا ہے۔ کہ میں اپنی ملت کے سامنے کسی خاص خدمت و منصب کے لئے ہر اس شخص کا نام پیش کروں۔ جسے میں اس خدمت و منصب کا دیانتاً اہل سمجھتا ہوں"

مطلب یہ کہ مولانا آزاد ہزار انکار کریں۔ اور اس نظامِ امارت کو کتنا ہی نقصان رساں بتائیں۔ "مولانا عزیز ہندی" ضرور ان کے گلے میں "امارت" کا پھندا ڈالیں گے۔ کیونکہ وہ دیانتاً اس منصب کا اہل تمام مسلمانانِ ہند میں سے صرف انہی کو سمجھتے ہیں قطع نظر اس سے کہ جب وہ شخص جس کے کندھوں پر ایک بوجھ رکھنے کی تجویز ہے اپنے اندر اس کے اُٹھانے کی اہلیت ہی نہیں پاتا۔ تو کسی کو کیا حق ہے۔ کہ اسے اس کے لئے مجبور کرے سوال یہ ہے۔ کہ اگر "مولانا عزیز ہندی" کسی دوسرے کی اہلیت اور قابلیت کو اس سے بھی زیادہ گہری نظر سے دیکھ سکتے۔ اور اس کے پوشیدہ کمالات سے واقف ہو سکتے ہیں۔ تو پھر اپنے متعلق تو انہیں کامل آگاہی حاصل ہوگی۔ اور وہ خوب اچھی طرح جانتے ہوں گے۔ کہ ان میں کس قدر کمالات ہیں۔ اور جبکہ وہ اپنے آپ کو امارت کا اہل چننے کے قابل سمجھتے ہیں۔ تو ان کے خود اس منصب کے اہل ہونے میں تو کوئی شک و شبہ ہی نہیں ہو سکتا۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ خود اپنی امارت کا اعلان نہیں کر دیتے:۔

لیکن آثار و قرائن سے نہیں بلکہ کھلے اور واضح الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے لئے امارت سے بھی کوئی بڑا درجہ تجویز کئے ہوئے ہیں۔ اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے تھا۔ کیونکہ جو شخص کسی دوسرے کو امارت کا عہدہ دے سکتا ہے، وہ خود اس سے کسی بڑے منصب پر ہی فائز ہو سکتا ہے۔ بہرحال جہاں عزیز ہندی صاحب پُرزور اور تحکمانہ لہجہ میں مولانا ابوالکلام سے یہ فرما رہے ہیں۔ کہ "راہ نمائی کیجئے۔ میں آپ کو گریز یا پہلو تہی کرنے نہ دوں گا" وہاں ساتھ ہی یہ ہدایت بھی نوٹ کرا رہے ہیں۔ کہ

"اگر آپ کی نصیحت کتاب و سنت کے برخلاف ہوگی۔ تو میں نے جس طرح انگریزی حکومت سے کہہ دیا ہے۔ آپ سے بھی عرض کئے دیتا ہوں۔ کہ میں اسے تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دوں گا"

مطلب یہ کہ مولانا آزاد منصب امارت قبول کرنے کے بعد جو کچھ فرمائیں گے اس کے متعلق یہ فیصلہ کرنا کہ وہ کتاب و سنت کے برخلاف ہے۔ یا نہیں۔ یہ "عزیز ہندی" صاحب کا کام ہوگا۔ گویا مولانا آزاد کی تحریر و تقریر پر عزیز صاحب سنسر بن کر بیٹھ جائیں گے۔ اور ان کے ہر فقرہ کی جانچ پڑتال کر کے بتاتے جائیں گے۔ کہ وہ کتاب و سنت کے برخلاف ہے۔ یا موافق۔ پھر جن باتوں کو موافق قرار دیں گے۔ ان پر مسلمانوں کو عمل کرنے کی اجازت ہوگی۔ اور جن کو مخالف بتائیں گے۔ انہیں ردی کی ٹوکری میں ڈال دیں گے:۔

یہ ہوگی اس امارت پر فائز ہونے والے امیرِ شریعت کی حیثیت۔ جو "عزیز ہندی" صاحب تجویز کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں مولانا آزاد کو جنہیں پہلے ہی تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔ کیا ضرورت پڑی ہے۔ کہ بیٹھے بٹھائے ایک نئی مصیبت سہیڑ لیں۔ وہ تو الگ رہے کسی معمولی عقل و سمجھ کے انسان کے متعلق بھی نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ اپنا سر اس پھندے میں دینے کے لئے تیار ہوگا جو "امارت" کے فریب دہ پردہ کے نیچے پنہاں ہے:۔

ہو سکتا ہے۔ کہ ایک خاص وہم میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ہندی صاحب کی دماغی حالت انہیں اپنی اس جدوجہد کے مضحکہ خیز ہونے کا احساس نہ ہونے دے۔ اس لئے ہم انہیں معذور سمجھتے ہیں۔ لیکن ان مسلمانوں کے متعلق کیا کہا جائے۔ جو اس قسم کی بے فائدہ اور لغو باتوں میں دلچسپی لیتے۔ اور ان کی اشاعت کا موجب بنتے ہیں۔ اور غیروں کو اسلام پر ہنسی اور تمسخر کا موقعہ دیتے ہیں۔ بھلا غور تو فرمائیے۔ کسی عزیز ہندی کی بساط ہی کیا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کے لئے امیرِ شریعت تجویز کر سکے۔ اور اس کا تجویز کردہ امیر کسی کام بھی آ سکے۔ لیکن مسلمانوں کی حالت چونکہ نہایت ہی ابتر ہو رہی ہے۔ اور وہ بڑی شدت کے ساتھ کسی راہ نما کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ اس لئے جب کوئی اس قسم کی بات سُنتے ہیں۔ تو غور و فکر کے بغیر جھٹ ادھر متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اور حد سے بڑھی ہوئی تشنگی کی وجہ سے سراب کو پانی سمجھ لیتے ہیں۔ لیکن جب قریب پہنچتے ہیں۔ تو پھر ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں۔ کاش وہ اتنا ہی خیال کریں۔ کہ دُنیا کی روحانی اصلاح کوئی معمولی کام نہیں۔ بلکہ اتنا اہم اور اتنا مشکل کام ہے۔ کہ سوائے اس انسان کے جسے خدا تعالےٰ کی کھلی کھلی تائید اور نصرت حاصل ہو۔ اور جو ہر قدم خدا تعالےٰ کی طرف سے طاقت حاصل کر کے اٹھاتا ہو۔ کوئی اس کا خیال بھی دل میں نہیں لا سکتا۔ پھر کس طرح ممکن ہے کہ کوئی ایک انسان نہیں۔ بلکہ تمام دُنیا کے انسان بھی مل کر کسی کو اپنا روحانی راہ نما تجویز کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔ یہ بات محض خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ دُنیا کے رُوحانی مصلح وہی مقرر کرتا رہا ہے۔ اور اب بھی اسی کا مقرر کردہ کام آ سکتا ہے۔ جب تک مسلمان اس حقیقت کو نہ سمجھیں گے۔ اور جب تک خدا تعالےٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول نہ کریں گے۔ اس وقت تک نہ کوئی رُوحانی راہ نما انہیں میسر آ سکتا ہے اور نہ وہ گمراہی و ضلالت کے گڑھے سے نکل سکتے ہیں:۔

اس وقت تک کا تجربہ ان کے سامنے ہے اور آئندہ بھی وہ دیکھ لیں گے۔ کہ خود ساختہ روحانی راہ نما کھڑا کرنے میں انہیں کہاں تک کامیابی ہو سکتی ہے۔ اور وہ ان کی اصلاح میں کس قدر کامیاب ہو سکتا ہے اپنی امانی کے ماتحت اپنے لئے روحانی مصلح تلاش کرنے والی ایک قوم آج تک سرگردان ہے اور آج بھی وہ رو رو کر اور سر پٹک کر اس کی آمد کی التجائیں

مکانوں کے نام تجویز کرنا

از حضرت میر محمد اسحاق صاحب

اخبار الفضل ۲۲ اگست میں ذکر و فکر کی سُرخی کے ماتحت یہ مضمون شائع کیا گیا ہے۔ کہ احمدی احباب کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے مکانوں کے نام تجویز کرکے کسی نمایاں جگہ مکان پر لکھوا دیا کریں۔ اس سے تلاش کنندہ کو مکان کا پتہ لگ سکے گا۔ اور اچھے نام سے دُعا اور تفاول کا فائدہ بھی حاصل ہوگا۔ لیکن میرے نزدیک مکان کی تلاش میں کامیابی کے لئے مکان کا نام لکھنا کافی نہیں۔ بلکہ مالک مکان کا نام لکھنا زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ ہزاروں احمدی باوجود الفضل اور سلسلہ کے اخبارات پڑھنے کے اگر دار الحمد کے پاس سے گذریں۔ اور انہیں پہلے سے یہ اطلاع نہ ہو۔ کہ یہ کس کی کوٹھی ہے۔ تو بہت ممکن ہے۔ کہ محض دار الحمد کے الفاظ پڑھکر معلوم نہ کرسکیں۔ کہ کس ساکن کا یہ مسکن ہے۔ لیکن اگر بجائے دار الحمد کے الفاظ کے مالک مکان یعنی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا نام لکھا ہو۔ تو ایک احمدی بھی ایسا نہ نکلے گا۔ جو حضور کا نام پڑھکر یہ معلوم نہ کرسکے۔ کہ یہ کس کی کوٹھی ہے پس محض مکان کی تلاش کے لئے نہ مکان کے نام تجویز کرنے کی ضرورت ہے۔ اور نہ اسے مکان پر لکھوانے کی ضرورت ہے۔ بلکہ اس غرض کے لئے صرف مالک مکان کا نام لکھدینا کافی ہے۔ ہاں دعا و تفاول اور اظہار شکر یہ کے لئے اپنے مکان کا اچھا سا نام تجویز کرنا بہت مناسب بلکہ مذاق لطیف اور بلند تہذیب کے عین مطابق ہے۔ بالخصوص جبکہ مکان کا نام ایسا ہو جس سے مکان کا سنہ تعمیر نکلتا ہو۔

پس میں اس تجویز سے پوری طرح موافقت کرتا ہُوا احباب کی توجہ ایک اور امر کی طرف منعطف کرانا چاہتا ہوں۔ اور وُہ یہ ہے۔ کہ ہمارے دوست اپنے مکان پر یہ الفاظ ضرور لکھوایا کریں

ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ

تاکہ جب وہ مکان میں داخل ہونے لگیں تو لازمًا یہ الفاظ ان کے سامنے آجائیں۔ اور وہ زبان و دل یا کم سے کم دل سے ان الفاظ کو پڑھتے ہوئے گھر میں داخل ہوں۔ اور جو مفہوم ان پاک کلمات کا ہے وہ ان کے دل میں پوری طرح جاگزین ہوجائے۔ اور میرا یہ مشورہ قرآن مجید کے اُس مقام سے مستنبط ہے جہاں لکھا ہے۔ کہ ایک متکبر امیر جب اپنے باغ میں داخل ہوا۔ تو اپنے پھلوں اور پھولوں سے لدے ہوئے باغ اور اپنی سر سبز کھیتیوں اور چشموں، اور عظیم الشان محل کو دیکھکر تکبر میں آگیا۔ اور اپنے غریب ہمسایہ بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگا۔ تو اس غریب نے اسے کہا۔ لولا اذ دخلت جنتک قلت ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔ یعنی اے میرے امیر بھائی! جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا کرتا ہے تو کیوں یہ نہیں کہا کرتا۔ کہ یہ باغ اور محل اور چشمے وغیرہ میرے کسی زورِ بازو کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ یہ محض خدا کی مشیت اور ارادے اور اُس کے فضل سے مجھے ملے ہیں۔ پس ان کی وجہ سے میری کوئی خوبی ثابت نہیں ہوتی۔ کہ جس کی وجہ سے میں اپنے آپ کو بڑا سمجھوں۔ اور غریب ہمسایہ کو حقیر تصور کروں۔ اور نہ ان چیزوں کا قائم اور آباد رکھنا میرے احاطۂ اختیار میں ہے۔ بلکہ محض خدا کے ارادے اور مرضی پر موقوف ہے۔ لیکن غریب بھائی کی نصیحت سے وہ متکبر متأثر نہ ہُوا۔ بلکہ تکبر میں بڑھکر یوں کہنے لگا۔ کہ میرا مال و دولت اور حشمت و اقتدار ہرگز کم نہیں ہوگا۔ بلکہ بڑھتا ہی جائے گا۔ مگر خدا کو یہ تکبر پسند نہ آیا۔ اور اس کی قہری تجلی نے اس کے باغ کو ایک آن کی آن میں تباہ و برباد کرکے رکھدیا۔ پس ہر مکان والے کو ڈرتے رہنا چاہیئے۔ اور اقرار کرتے رہنا چاہیئے۔ کہ یہ جھونپڑی یا چھوٹا سا مکان یا حویلی یا محل یا بنگلہ میرے کسی ذاتی جوہر کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ ماشاء اللہ یعنی محض خدا کے فضل اور اس کی مہربانی سے ہے نیز اس کا آئندہ تباہی و بربادی سے بچے رہنا اور اس کے رہنے والوں کا دلشاد و کامیاب و کامران رہنا میرے قبضہ یا اختیار میں نہیں بلکہ لاقوۃ الا باللہ یعنی محض خدا کے اختیار میں ہے۔ پس لولا اذ دخلت جنتک کے مطابق ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کا مکان کے دروازہ پر نمایاں جگہ پر لکھنا نہایت ضروری ہے۔ تاکہ جب کوئی شخص اپنے مکان میں داخل ہونے لگے۔ تو خود بخود یہ الفاظ اس کے سامنے آجائیں۔ اور وُہ یہ الفاظ پڑھتا ہُوا اور اُن کے مفہوم کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہُوا اپنے گھر میں داخل ہو۔ ورنہ دیکھو۔ کہ جس نے اتنی عظیم الشان حویلی تمہیں دی ہے۔ کیا اب وہ مسلوب الاختیار ہوگیا ہے۔ کہ وہ تم سے اس حویلی کو واپس نہیں لے سکتا؟ کیا پشاور کی آگ نے ہزاروں مکان تباہ نہیں کردیئے؟ یا کیا رہتک کے سیلاب نے قیمتی سے قیمتی کوٹھیاں خراب نہیں کردیں؟ یا کیا کوئٹہ اور بہار کے زلزلہ نے لاکھوں سر بفلک محل زمین کے ساتھ نہیں ملا دیئے؟ پس جب خدا کا قہر ایک آن میں جعلنا عالیھا سافلھا کے مطابق ساتویں منزل کو تحت الثریٰ میں لے جاسکتا ہے۔ تو کیا یہ دانشمندی اور عاقبت اندیشی نہیں۔ کہ ہم اس کی رحمت کا دامن پکڑتے ہوئے مکان میں داخل ہوتے وقت یہ کہا کریں۔ کہ ماشاء اللہ۔ یعنی الٰہی تو نے ہی یہ گھر مجھے عنایت کیا۔ اور تو نے ہی اسے آباد کیا۔ اور لاقوۃ الا باللہ یعنی الٰہی تیرے فضل سے ہی یہ گھر آباد اور ہم شاد رہ سکتے ہیں۔ پس اے میرے مولا! آئندہ بھی میرا گھر آباد رہے۔ اور میرے اہل و عیال شاد رہیں اور اے میرے مولا اپنے بندہ اور بندہ زادوں پر نظرِ کرم رکھیو۔ کیونکہ اگر تو نظرِ رحمت فرمائے گا۔ تو ہمارا سب کچھ ہے۔ اور اگر تیری نظر ہم سے پھر ہی۔ تو الٰہی ہمارا کچھ بھی نہ رہے گا۔ الٰہی ہم تو تیری نظرِ لطف کے منتظر ہیں۔ کیونکہ وہی ہماری دُنیا اور وہی ہماری آخرت ہے۔

پس نہایت ضروری ہے۔ کہ جب ہم اپنے گھر میں داخل ہوں۔ یا اپنے باغ یا باغیچہ میں جائیں۔ تو ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کے الفاظ اور مفہوم ہمارے پیش نظر ہوں۔ لیکن انسان بھُول اور فراموشی کا پتلا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے۔ کہ یہ الفاظ ہم اپنے مکان پر لکھیں۔ تاکہ مکان میں داخل ہوتے وقت خود بخود ہماری نظر ان الفاظ پر پڑے۔ اور ہمیں قرآن مجید کا ارشاد یاد آجائے۔ یہاں پر ایک روایت کا لکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ گو اس کا اصل مضمون سے تعلق نہیں۔ مگر بھُول کو دُور کرنے کی خوب مثال ہے۔ اور وہ روایت یہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہم لوگ ایک دعوت میں شریک تھے۔ کہ صاحب خانہ نے دسترخوان پر کھانا چنکر کہا کہ بسم اللہ کیجئے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ بجائے اس کے کہ یوں کہا جائے۔ کہ کھانا شروع کیجئے۔ بسم اللہ کیجئے کا محاورہ کسی شخص نے نہایت ہی مفید اور صحیح طور پر رائج کیا ہے۔ کہ اس سے کھانے والوں کو یہ مسئلہ یاد آجاتا ہے۔ کہ کھانا بسم اللہ کہکر شروع کرنا چاہیئے۔ پس اس آیت کے یاد دلانے کے لئے یہی بہتر طریق ہے کہ اس کے الفاظ گھر کے دروازہ پر لکھ لئے جائیں۔ یہاں پر ضمنًا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دار اور اس کے مختلف حصّوں کے ناموں کے متعلق کچھ ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ اور وُہ یہ ہے۔ کہ جس طرح عربی میں ہر شہر کو مدینہ کہتے ہیں۔ مگر

باقی دیکھو صفحہ ۱۲

طوافِ کعبہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے (مسیح موعود)

حدیثِ نبویؐ

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ رأیتنی اللیلۃ عند الکعبۃ فرأیت رجلاً آدم کاحسن ما انت راءٍ من اُدْمِ الرجال لہ لمۃ کاحسن ما انت راءٍ من اللمم قد رجّلھا فھی تقطر ماءً متکئاً علٰے عواتق رجلین یطوف بالبیت فسألتُ من ھٰذا فقالوا ھٰذا المسیح ابن مریم۔ قال ثم اذا انا برجل جعدٍ قطط اعور العین الیمنٰی کان عینہٗ عنبۃ طافیۃ کاشبہ من رأیت من الناس بابن قطن واضعاً یدیہ علٰے منکبی رجلین یطوف بالبیت فسألت من ھٰذا فقالوا ھٰذا المسیح الدجّال۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ صـ۴۷۶)

یعنی ایک رات کشفی حالت میں میں نے اپنے آپ کو کعبہ کے پاس پایا۔ اور وہاں مجھے ایک شخص نظر آیا۔ جس کا رنگ گندم گوں تھا۔ اور جو گندم گوں رنگ والے آدمیوں میں سے سب سے زیادہ خوبصورت دکھائی دیتا تھا۔ اس کے بال ایسے صاف تھے۔ جیسے کنگھی کی ہُوئی ہو۔ اور ان میں سے پانی ٹپکتا تھا۔ میں نے دیکھا۔ کہ وُہ شخص دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون شخص ہے۔ تو مجھے بتایا گیا۔ کہ یہ مسیح ابن مریم ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک اور شخص میں نے دیکھا۔ جس کے بال گھونگریالے تھے۔ اور دائیں آنکھ اس کی کانی تھی اور اس کی آنکھ اوپر کو یوں اُٹھی ہوئی تھی۔ جیسے پھُولا ہُوا انگور رہوتا ہے۔ وُہ اُن لوگوں کے ساتھ بہت مشابہ تھا۔ جو میں نے ابن قطن کے ساتھ دیکھے ہیں۔ اس نے بھی اپنے دونوں ہاتھ دو شخصوں کے کندھوں پر رکھے ہُوئے تھے۔ اور خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون شخص ہے۔ تو مجھے بتایا گیا۔ کہ یہ مسیح الدجال ہے۔

مخالفینِ سلسلہ کا اعتراض

اس حدیث کو پیش کر کے مخالفین سلسلہ احمدیہ بالعموم یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ مسیح موعود کی علامت اس حدیث میں طوافِ کعبہ قرار دی گئی ہے۔ جو اسی صورت میں پوری ہو سکتی ہے۔ جب وُہ مکہ معظمہ میں حج بیت اللہ کے لئے جائے۔ اور بیت اللہ کا طواف کرے۔ مگر حضرت مرزا صاحب نہ تو مکہ معظمہ گئے۔ اور نہ انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ پس اس حدیث کی رُو سے آپ کا دعوےٰ کیونکر صحیح سمجھا جا سکتا ہے

دجّال اور ظاہری طواف

جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں۔ اگر وُہ اس حدیث کے الفاظ پر تعصب سے علیحدہ ہو کر غور کرتے۔ تو اس قسم کا استدلال اُن کی عقل بالکل رد کر دیتی مگر افسوس کہ مخالفت میں عقل وخرد کو بالکل بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے۔ اور اس امر کی کوئی پروا نہیں کی جاتی۔ کہ بیان کردہ استدلال کس حد تک معقولیت اور شائستگی کا حامل ہے۔

ہمیں اس سے انکار نہیں۔ کہ متذکرۃ الصدر حدیث میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح کو طوافِ کعبہ کرتے دیکھا۔ مگر اس میں یہ بھی تو لکھا ہے۔ کہ آپ نے دجال کو بھی کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ اب اگر طوافِ کعبہ سے مراد ظاہری طواف ہی ہے۔ تو یہ علامت صرف مسیح موعود کی بیان نہیں ہوئی۔ بلکہ دجال میں بھی اس علامت کا پایا جانا بیان کیا گیا ہے۔ حالانکہ دجال کا ظاہری طور پر طوافِ بیت اللہ کرنا بالکل ناممکن ہے۔

علماءِ سلف کی تشریحات

اسی مشکل کی وجہ سے علماءِ سلف نے اس کی جو تشریح کی ہے۔ وُہ بالکل اور ہے۔ چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے

قال التورپشتی طواف الدجال عند الکعبۃ مع انہ کافر اول بان رؤیاء النبی صلے اللہ علیہ وسلم من مکاشفاتہ کوشف بان عیسٰی فی صورتہ الحسنۃ التی ینزل علیھا لیطوف حول الدین لاقامۃ امورہ واصلاح فسادہ وان الدجال فی صورتہ الکریھۃ التی لیظھر علیھا یدور حول الدین یبغی العوج والفساد (مرقاۃ جلد ۵ - صـ۲۱۹) یعنی علامہ تورپشتی فرماتے ہیں۔ کہ مسیح اور دجال کا طوافِ کعبہ کرنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مکاشفات میں سے ہے۔ اور آپ پر اس مکاشفہ کے ذریعہ درحقیقت یہ امر کھولا گیا ہے۔ کہ مسیح موعُود اپنی خوبیوں اور کمالات کے ساتھ دینِ اسلام کے گرد گھومیگا۔ اور اس میں امتدادِ زمانہ سے جو نقائص واقعہ ہو چکے ہونگے۔ انہیں دُور کرے گا۔ اور دجال اپنی برائیوں اور نقائص کے ساتھ دین کے گرد گھومیگا۔ اور اسے خراب کرنے کی پُوری کوشش کرے گا۔

مظاہر حق شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے

"یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے۔ کہ دجال کافر ہے۔ اس کو طواف سے کیا کام۔ جواب اس کا یہ دیا ہے علماء نے۔ کہ ایک روز ہوگا کہ عیسٰے گرد دین کے پھریں گے واسطے قائم کرنے دین کے اور درستی کرنے خلل وفساد کے اور دجال بھی پھرے گا گرد دین کے بقصد خلل اور فساد ڈالنے کے دین میں۔ کذا قال الطیبی" (جلد ۴ - صـ۳۴۳)

طوافِ کعبہ سے اشاعتِ دین مراد ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں:۔

"اس حدیث میں جو متفق علیہ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میں نے مسیح ابن مریم کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ اس بیان سے یہ لازم آتا ہے۔ کہ مسیح ابن مریمؑ اور مسیح دجال کا مدعا ومقصد ایک ہی ہو۔ اور وُہ دونوں صراطِ مستقیم پر چلنے والے اور اسلام کے سچے تابع ہوں۔ حالانکہ دوسری حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ دجال خدائی کا دعوےٰ کرے گا۔ پھر اس کو خانہ کعبہ کے طواف سے کیا کام ہے۔ اس کا علماء نے یہ جواب دیا ہے۔ کہ ایسے الفاظ وکلمات کو ظاہر پر حمل کرنا بڑی غلطی ہے۔ یہ تو درحقیقت مکاشفات اور خوابوں کے پیرایہ میں بیانات ہیں۔ جن کی تعبیر وتاویل کرنی چاہیئے۔ جیسا کہ عام طور پر خوابوں کی تعبیر کی جاتی ہے۔ سو اس کی تعبیر یہ ہے کہ طواف لغت میں گرد گھومنے کو کہتے ہیں اور اس میں شک نہیں۔ کہ جیسے حضرت عیسٰے علیہ السلام اپنے نزول کے وقت میں اشاعتِ دین کے کام کے گرد پھرینگے اور اس کا انجام پذیر ہو جانا چاہیں گے۔ ایسا ہی مسیح دجال بھی اپنے ظہور کے وقت اپنی فتنہ اندازی کے کام کے گرد پھیرے گا۔ اور اس کا انجام پذیر ہو جانا چاہے گا" (ازالہ اوہام جلد اول صـ۳۰۷ و ۳۰۸)

دجّالی فتن کا مسیح موعودؑ کے ذریعہ انسداد

حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:۔

"یہ امر کہ مسیح موعود دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔ یعنی دجال بھی خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔ اور مسیح موعود بھی۔ اس کے معنی خود ظاہر ہیں۔ کہ اس طواف سے ظاہری طواف مراد نہیں۔ ورنہ یہ ماننا پڑے گا۔ کہ دجال خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے گا۔ یا یہ کہ مسلمان ہو جائے گا۔ یہ دونوں باتیں خلافِ نصوصِ حدیثیہ ہیں۔ پس بہرحال یہ حدیث قابلِ تاویل ہے۔ اور اس کی وُہ تاویل۔ جو خدا نے میرے پر ظاہر فرمائی ہے۔ وُہ یہ ہے۔ کہ آخری زمانہ میں ایک گروہ پیدا ہوگا۔ جس کا نام دجال ہے۔

وہ اسلام کا سخت دشمن ہوگا۔ اور وہ اسلام کو نابود کرنے کے لئے جس کا مرکز خانہ کعبہ ہے۔ چور کی طرح اس کے گرد طواف کرے گا۔ تا اسلام کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دے۔ اور اس کے مقابل پر مسیح موعود بھی مرکزِ اسلام کا طواف کرے گا۔ جس کی تمثیلی صورت خانہ کعبہ ہے۔ اور اس طواف سے مسیح موعود کی غرض یہ ہوگی۔ کہ اس چور کو پکڑے۔ جس کا نام دجال ہے۔ اور اس کی دست درازیوں سے مرکزِ اسلام کو محفوظ رکھے یہ بات ظاہر ہے۔ کہ رات کے وقت چور بھی گھروں کا طواف کرتا ہے۔ اور چوکیدار بھی۔ چور کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے۔ کہ نقب لگائے اور گھر والوں کو تباہ کرے۔ اور چوکیدار کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے۔ کہ چور کو پکڑے۔ اور اس کو سخت عقوبت کے زندان میں داخل کرائے۔ تا اس کی بدی سے لوگ امن میں آجائیں۔ پس اس حدیث میں اسی مقابلہ کی طرف اشارہ ہے۔ کہ آخری زمانہ میں وہ چور جس کو دجال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ناخنوں تک زور لگائیگا۔ کہ اسلام کی عمارت کو منہدم کردے۔ اور مسیح موعود بھی اسلام کی ہمدردی میں اپنے نعرے آسمان تک پہنچائیگا اور تمام فرشتے اس کے ساتھ ہوجائینگے۔ تا اس آخری جنگ میں اس کی فتح ہو۔ وہ نہ تھکے گا۔ اور نہ درماندہ ہوگا۔ اور نہ سست ہوگا۔ اور ناخنوں تک زور لگائیگا کہ تا اس چور کو پکڑے۔ اور جب اس کی تضرعات انتہا تک پہونچ جائینگی۔ تب خدا اس کے دل کو دیکھے گا۔ کہ کہاں تک وہ اسلام کے لئے پگھل گیا۔ تب وہ کام جو زمین نہیں کرسکتی۔ آسمان کرے گا۔ اور وہ فتح جو انسانی ہاتھوں سے نہیں ہوسکتی وہ فرشتوں کے ہاتھوں سے میسّر آجائے گی۔ اس مسیح کے آخری دنوں میں سخت بلائیں نازل ہوں گی۔ اور سخت زلزلے آئینگے۔ اور تمام دنیا سے امن جاتا رہے گا۔ یہ بلائیں صرف اس مسیح کی دعاء سے نازل ہوں گی۔ تب ان نشانوں کے بعد اس کی فتح ہوگی۔

وہی فرشتے ہیں۔ جو استعارہ کے لباس میں لکھا گیا ہے۔ کہ مسیح موعودؑ ان کے کاندھوں پر نزول کریگا۔ آج کون خیال کرسکتا ہے۔ کہ یہ دجّالی فتنہ جس سے مراد آخری زمانہ کے ضلالت پیشہ پادریوں کے منصوبے ہیں۔ انسانی کوششوں سے فرو ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ آسمان کا خدا خود اس فتنہ کو فرو کرے گا۔ وہ بجلی کی طرح گرے گا۔ اور طوفان کی طرح آئیگا۔ اور ایک سخت آندھی کی طرح دُنیا کو ہلا دیگا۔ کیونکہ اس کے غضب کا وقت آگیا۔ مگر وہ بے نیاز ہے۔ قدرت کے پتھر کی آگ انسانی تضرعات کی ضرب کی محتاج ہے۔ آہ کیا مشکل کام ہے۔ آہ کیا مشکل کام ہے۔ ہم نے ایک قربانی دینا ہے۔ جب تک ہم وہ قربانی ادا نہ کریں۔ کسرِ صلیب نہیں ہوگا۔ ایسی قربانی کہ جب تک کسی نبی نے ادا نہیں کیا۔ اس کی فتح نہیں ہوئی۔ اور اسی قربانی کی طرف اس آیت کریمہ میں اشارہ ہے۔ واستفتحوا وخاب کل جبّارٍ عنید۔ یعنی نبیوں نے اپنے تئیں مجاہدہ کی آگ میں ڈال کر فتح چاہی۔ پھر کیا تھا۔ ہر ایک ظالم سرکش تباہ ہوگیا۔ اور اسی کی طرف اس شعر میں اشارہ ہے ؎

تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد
ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد

([illegible])

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ احادیث میں مسیح موعود کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ خبر دی ہے۔ کہ وہ طوافِ کعبہ کریگا۔ اس سے مراد ظاہری طواف نہیں۔ کیونکہ اگر ظاہری طواف مراد ہو۔ تو یہ دجال کے لئے بھی تسلیم کرنا پڑیگا حالانکہ دجال کا طوافِ کعبہ کرنا بالکل محال ہے۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ مسیح موعود دین کی اشاعت کریگا۔ اور دجالی حملوں سے محفوظ رکھنے کے لئے اسلام کے گرد اسی طرح گھومیگا۔ جس طرح چوکیدار رات کے وقت گھروں کی حفاظت کے لئے پھرتا ہے۔ یہی وہ خبر ہے۔ جو قرآن مجید نے هُوَ الذی ارسل رسوله بالهدٰی و دین الحق لیظهره علی الدین کله کے ذریعہ دی۔ اور بتایا۔ کہ مسیح موعود کے ذریعہ پھر اسلام کو پہلی سی شان و شوکت اور عظمت و رفعت حاصل ہوگی۔ اور پھر دشمنانِ اسلام نکبت و ذلت کے عمیق گڑھوں میں گر جائیں گے۔

مسیح محمدی اور مسیح اسرائیلی میں فرق

پھر اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسیح ابن مریمؑ سے مراد وہ مسیح نہیں جو رسولاً الیٰ بنی اسرائیل تھے۔ بلکہ اس مسیح سے مسیح محمدی مراد ہیں۔ کیونکہ اس حدیث میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح موعود کو رجلاً آدم یعنی گندم گوں رنگ والا قرار دیا ہے۔ اور مسیح اسرائیلی کا حلیہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے بالکل مختلف بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح ناصریؑ کے متعلق تو آپ نے فرمایا۔ کہ فاما عیسیٰ فاحمر جعدٌ عریض الصدر (بخاری جلد ۲ ص [illegible]) یعنی وہ سُرخ رنگ اور گھونگریالے بالوں اور چوڑے سینے والے تھے۔ لیکن حدیث زیر نظر میں آپؐ نے بتایا۔ کہ وہ گندم گوں رنگ والا اور لمبے بالوں والا ہوگا۔ حتےٰ کہ اس کے بال اس کے کندھوں تک لمبے ہونگے۔ چنانچہ بخاری میں آتا ہے۔ تضرب لمّته بین منکبیه (جلد ۲ ص [illegible]) یعنی اس کے بال اس کے کندھوں پر پڑینگے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ ان دونوں حلیوں میں بہت بڑا فرق ہے ایک مسیحؑ کا رنگ آپ نے سُرخ بتایا ہے اور دوسرے کا گندمی۔ اسی طرح ایک مسیح کے بال آپ نے گھونگریالے بتائے مگر دوسرے کے لمبے اور سیدھے۔ ہر دو حلیوں میں یہ فرق صاف بتا رہا ہے۔ کہ امتِ محمدیہ کا مسیحؑ وہ نہیں جو امتِ موسویہ کا مسیحؑ ہے۔ بلکہ وہ اور ہے۔

بالوں سے پانی ٹپکنے کا مفہوم

تیسری علامت اس حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ اس کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس علامت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ "مسیح موعود کا ایسا دکھائی دینا کہ گویا وہ حمام سے غسل کرکے نکلا ہے۔ اور موتیوں کے دانوں کی طرح آبِ غسل کے قطرے اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں۔ اس کشف کے معنے یہ ہیں۔ کہ مسیح موعود اپنی بار بار کی توبہ اور تضرع سے اپنے اس تعلق کو جو اس کو خدا کے ساتھ ہے۔ تازہ کرتا رہیگا۔ گویا وہ ہر وقت غسل کرتا ہے۔ اور اس پاک غسل کے پاک قطرے موتیوں کی طرح اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں۔ یہ نہیں کہ انسانی سرشت کے برخلاف اس میں کوئی خارق عادت امر ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ کیا لوگوں نے اس سے پہلے خارق عادت امر کا عیسےٰ بن مریم میں نتیجہ نہیں دیکھ لیا۔ جس نے کروڑہا انسانوں کو جہنم کی آگ کا ایندھن بنا دیا۔ تو کیا اب بھی یہ شوق باقی ہے۔ کہ انسانی عادت کے برخلاف عیسےٰ آسمان سے اترے۔ فرشتے بھی ساتھ ہوں۔ اور اپنے مونہہ کی پھونک سے لوگوں کو ہلاک کرے اور موتیوں کی طرح قطرے اس کے بدن سے ٹپکتے ہوں۔ غرض مسیح موعود کے بدن سے موتیوں کی طرح قطرے ٹپکنے کے معنے جو میں نے لکھے ہیں وہ صحیح ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کڑے دیکھے تھے۔ تو کیا اس سے کڑے ہی مراد تھے۔ ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے گائیاں ذبح ہوتی دیکھیں۔ تو کیا اس سے گائیاں ہی مراد تھیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کے اور معانی تھے۔ پس اسی طرح مسیح موعود کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اس رنگ میں دیکھنا کہ گویا وہ غسل کرکے آتا ہے۔ اور غسل کے قطرے موتیوں کی طرح اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں۔ اس کے یہی معنے ہیں۔ کہ وہ بہت توبہ کرنے والا اور رجوع کرنے والا ہوگا۔ اور ہمیشہ اس کا تعلق خدا تعالےٰ سے تازہ بتازہ رہیگا گویا وہ ہر وقت غسل کرتا ہے۔ اور پاک رجوع کے پاک قطرے موتیوں کے دانوں کی طرح اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کو غسل سے مشابہت دی ہے۔ جیسا کہ نماز کی خوبیوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ اگر کسی کے گھر کے دروازہ کے آگے نہر ہو۔ اور وہ پانچ وقت اس نہر میں غسل کرے۔ تو کیا اس کے بدن پر میل رہ سکتی ہے۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ کہ نہیں۔ تب آپ نے فرمایا۔ کہ اسی طرح جو شخص پانچ وقت نماز پڑھتا ہے۔ (جو جامع توبہ اور استغفار اور دعا اور تضرع اور نیاز اور تحمید اور تسبیح ہے) اس کے نفس پر بھی گناہوں کی میل نہیں رہ سکتی۔ گویا وہ پانچ وقت غسل کرتا ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے غسل کے بھی یہی معنے ہیں۔ ورنہ جسمانی غسل میں کونسی خاص خوبی ہے۔ اس طرح تو ہندو بھی ہر روز صبح کو غسل کرتے ہیں۔ اور غسل کے قطرے بھی ٹپکتے ہیں۔ افسوس کہ جسمانی خیال کے آدمی ہر ایک روحانی امر کو جسمانی امور کی طرف ہی کھینچ کر لے جاتے ہیں۔ اور یہود کی طرح اسرار اور حقائق سے ناآشنا ہیں"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰۸ و ۳۰۹)

اب جبکہ ہمیں حدیث کا اصل مفہوم معلوم ہو گیا۔ تو ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ مخالفین یہ کہنے میں کس حد تک حق بجانب ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب اس حدیث کی بیان کردہ علامات پر پورے نہیں اترتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان خدمات دینیہ

اس حدیث میں مسیح موعود کی پہلی علامت طواف کعبہ قرار دی گئی ہے۔ اور طواف کعبہ سے مراد جیسا کہ ثابت کیا جا چکا ہے یہ ہے کہ مسیح موعود اسلام کی حفاظت اور اعانت کے لئے نہائت مہتم بالشان خدمات سرانجام دے گا۔ وہ ایک طرف جہاں اسلام کی خوبیوں اور برکات سے اہل جہان کو آگاہ کرے گا تو دوسری طرف دشمنان اسلام کے حملوں کا پورے زور سے دفاع کرے گا۔ اس مقصد عظیم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جس حد تک کامیابی حاصل ہوئی۔ اور آپ نے جس بے نظیر شجاعت اور اولوالعزمی اور پامردی اور استقلال کے ساتھ اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب و برتر ثابت کیا۔ اس کے متعلق بجائے اس کے کہ ہم خود کچھ لکھیں۔ احمدیت کے ایک بہت بڑے معاند کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ وہ اشد معاند اول المکفرین مولوی محمد حسین بٹالوی ہیں۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے پہلی کتاب براہین احمدیہ کے شائع ہونے پر لکھا۔

"کافہ اہل اسلام پر (اہلحدیث ہوں خواہ حنفی شیعہ ہوں خواہ سنی وغیرہ) اس کتاب کی نصرت اور اس کے مصارف طبع کی اعانت واجب ہے۔ مولف براہین احمدیہ نے مسلمانوں کی عزت رکھ دکھائی ہے۔ اور مخالفین اسلام سے شرطیں لگا لگا کر تحدی کی ہے۔ اور یہ منادی اکثر روئے زمین پر کر دی ہے۔ کہ جس شخص کو اسلام کی حقانیت میں شک ہو وہ ہمارے پاس آئے۔ اور اسکی صداقت دلائل عقلیہ و قرآنیہ و معجزات نبویہ محمدیہ سے (جس سے وہ اپنے الہامات وخوارق مراد رکھتے ہیں) بچشم خود ملاحظہ کرے پھر کیا اس احسان کے بدلے مسلمانوں پر یہ حق نہیں کہ فی کس نہ سہی فی گھر ایک ایک نسخہ کتاب اس کی ادنےٰ قیمت دے کر خرید یں۔ اور اس پر یہ شعر پڑھیں

جہادے چند دادم جاں خریدم

بحمد اللہ کہ بس ارزاں خریدم"

مولوی محمد حسین بٹالوی کی شہادت

پھر اس امر کا اظہار کرتے ہوئے کہ:۔

"مولف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہموطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب اس زمانہ سے آج تک ہم میں اور ان میں خط وکتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری رہی ہے۔ اس لئے ہمارا یہ کہنا کہ ہم ان کے حالات و خیالات سے بہت واقف ہیں۔ مبالغہ قرار نہ دیئے جانے کے لائق ہے"!

براہین احمدیہ کے متعلق لکھا کہ:

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے۔ جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔ اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے۔ جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتائے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اللہ کی نشان دہی کرے۔ جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی۔ قلمی و لسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بھی بیڑا اٹھایا ہو۔ اور مخالفین اسلام و منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوےٰ کیا ہو۔ کہ جس کو وجود الہام کا شک ہو۔ وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ و مشاہدہ کرے۔ اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزا بھی چکھا دیا ہو۔ مگر افسوس صد افسوس سب سے پہلے اس کتاب کی خوبی بحق اسلام نفع رسانی سے بعض مسلمانوں ہی نے انکار کیا ہے۔ اور بطبق وتجعلون رزقکم انکم تکذبون اس احسان مؤلف کے مقابلہ میں کفران کرکے دکھایا"۔

ایک اشد معاند کے اس بیان سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اشاعت اسلام کے مقدس فریضہ کی انجام دہی میں کس قدر عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی۔ اور آپ نے کس عمدگی سے اسلام کی ایسی خدمت سرانجام دی۔ جو تیرہ سو سال میں مسلمان مجموعی طور پر بھی نہ کر سکے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے وصال پر مخالف اخبارات کے بیانات

براہین احمدیہ کے زمانہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کی وجہ سے چونکہ مخالفین کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھ گئی۔ اور انہیں وہ جلیل القدر خدمات دکھائی نہ دیں۔ جو اسلام کے ایک فتح نصیب جرنیل کی حیثیت میں آپ شب و روز بجا لاتے رہے۔ اس لئے وہ آپ کی خدمات کے متعلق کوئی کلمہ تحسین اپنے مونہہ سے نہ نکال سکے لیکن آپ کی وفات پر چونکہ ایک عظیم الشان خلا واقعہ ہو گیا۔ اور دشمنان احمدیت کے تعصب پر حقائق نے چند لمحات کے لئے غلبہ حاصل کر لیا۔ اس لئے وہ آپ کی اسلامی خدمات کو سراہنے پر مجبور ہو گئے اور انہوں نے محسوس کیا۔ کہ دنیا اب قابل فرزند صدیوں تک پیدا کرنے سے قاصر رہے گی۔ چنانچہ اخبار وکیل امرتسر نے لکھا۔

اخبار وکیل امرتسر کی رائے

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے۔ اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کے خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔ خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی موت اس قابل نہیں۔ کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ مرزا صاحب کی اس رحلت نے انکے بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ انکا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا ہے۔ اور اسکے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ انکی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے۔ مرزا صاحب کا لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے

ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دئے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھوآں ہو کر اڑنے لگا۔ غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔ اور اب لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔ اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے۔ ان کے آریہ سماج کے مقابل کی تحریروں سے اس دعویٰ پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے۔ ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں۔ فطرتی ذہانت۔ مشق و مہارت اور مسلسل بحث و مباحثہ کی عادت نے مرزا صاحب میں ایک خاص شان پیدا کر دی تھی۔ اپنے مذہب کے علاوہ مذاہب غیر پر ان کی نظر نہایت وسیع تھی۔ اور وہ اپنے ان معلومات کو نہایت سلیقہ سے استعمال کر سکتے تھے۔ تبلیغ و تلقین کا یہ ملکہ ان میں پیدا ہو گیا تھا کہ مخاطب خواہ کسی قابلیت یا کسی مشرب و ملت کا ہو۔ ان کے برجستہ جواب سے ایک دفعہ ضرور گہرے فکر میں پڑ جاتا تھا۔ ہندوستان آج مذاہب کا عجائب خانہ ہے اور جس کثرت سے چھوٹے بڑے مذاہب یہاں موجود ہیں اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہیں اس کی نظیر غالباً دنیا میں کسی جگہ نہیں مل سکتی۔ مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں سب کے لئے حکم و عدل ہوں لیکن اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان میں بہت مخصوص قابلیت تھی اور یہ نتیجہ تھی۔ ان کی فطری استعداد کا۔ ذوق مطالعہ اور کثرت مشق کا۔ آئندہ امید نہیں ہے کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہش محض اس طرح مذہب کے مطالعہ میں صرف کر دے۔"

اسلام کا ایک بہت بڑا پہلوان

علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ نے لکھا

"مرحوم ایک مانے ہوئے مصنف اور مرزائی فرقہ کے بانی تھے۔ زندگی کے آخری دن تک کتابوں کے عاشق رہے ۱۸۷۴ء سے ۱۹۰۸ء تک شمشیر قلم عیسائیوں آریوں برہمو صاحبان کے خلاف خوب چلایا۔ آپ نے اپنی تصنیف کردہ اسی کتابیں پیچھے چھوڑی ہیں۔ بے شک مرحوم اسلام کا ایک بڑا پہلوان تھا۔"

بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ

"تہذیب نسواں" لاہور نے لکھا۔

"مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔ ہم انہیں مذہباً مسیح موعود تو نہیں مانتے لیکن ان کی ہدایت اور راہنمائی مردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی۔"

الیاس نبی سے مشابہت

"سٹیٹسمین" کلکتہ نے لکھا۔

"اگر توریت کے نبی الیاس کو مانا جا سکتا ہے تو میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کیوں نہ مانا جائے۔ مرزا صاحب اپنے دعویٰ پر خود پورا ایمان رکھتے تھے۔ انہوں نے الیاس کی طرح بشپ صاحب کو بھی چیلنج دیا تھا کہ وہ ان کے مقابلہ میں آکر سچے مذہب کو الگ کر کے دکھائیں۔"

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ثبوت یہی وہ غلبۂ اسلام اور دشمنان دین قیم کے حملوں کا دفاع تھا۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیح موعود کے متعلق طواف کعبہ کی صورت میں دکھائی دیا اور جس علامت نے بدرجۂ اتم آپ کے وجود باجود میں پورا ہو کر جہاں ایک طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو آفتاب نصف النہار کی طرح روشن کر دیا وہاں آپ کی حقانیت کو بھی پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر کر کے دنیا کو دکھا دیا۔ کہ وہ شخص جو آپ کی طرح آٹھوں پہر قرآن مجید کے گرد گھوم رہا ہو۔ جو شب و روز اسلام کی مضبوطی اور اس کی حفاظت کے لئے کوشاں ہو۔ جو اٹھتے اور بیٹھتے کھاتے اور پیتے سوتے اور جاگتے چلتے اور پھرتے ہر حالت ہر کیفیت اور ہر صورت میں اسلام کو پھیلانے اور دوسرے ادیان پر غالب و برتر کرنے کا خواہاں ہو اس کے متعلق یہ کہنا کہ اس نے ظاہری صورت میں کعبہ کا طواف کیوں نہیں کیا۔ حد درجہ کا ظلم اور انتہائی ناپاک افترا ہے۔ افسوس لوگ قشر کو دیکھتے ہیں مگر مغز کو نہیں دیکھتے وہ ظاہر کو دیکھتے ہیں۔ مگر باطن پر نگاہ نہیں دوڑاتے۔ انہیں وہ شخص تو طواف کرتا دکھائی دے سکتا ہے۔ جو تھوڑی دیر کے لئے بیت اللہ کے گرد گھوم لے۔ مگر جو دن اور رات کعبہ کا طواف کر رہا ہو جو صبح اور شام اس کے گرد گھوم رہا۔ جو تنہائی کی گھڑیوں اور خلوت کی ساعات میں بھی پکار پکار کر کہہ رہا ہو

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

آہ وہ ان دل کے اندھوں کے نزدیک اس قابل نہیں کہ اس کے متعلق کہا جا سکے۔ اس نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ لیکن لوگ خواہ کچھ کہیں واقعہ یہی ہے۔ کہ بانئ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام طواف کعبہ کے لئے ہی آئے تھے۔ اور آپ نے اپنی عمر کی ہر ساعت اسی مقدس فریضہ کی انجام دہی میں صرف فرما دی۔

تمام علامات پوری ہو گئیں

پھر اس حدیث کی باقی علامات بھی آپ کی مقدس ذات میں پوری شان اور آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہوئیں۔ آپ کا رنگ گندم گوں تھا۔ آپ کے بال لمبے اور سیدھے تھے۔ چنانچہ اس کا ذکر آپ اپنے اشعار میں اس طرح فرماتے ہیں۔ ؎

موعودم و بحلیۂ ماثور آمدم
حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم
رنگم چو گندم است و بمو فرق بیّن است
زانساں کہ آمد است در اخبار سرورم
ایں مقدمم نہ جائے شکوک است و التباس
سید جدا کند ز مسیحائے احمرم

یعنی میں مسیح موعود ہوں اور اس حلیہ میں آیا ہوں جس کا پتہ احادیث میں دیا گیا تھا۔ حیف ہے اگر لوگ اپنی آنکھوں سے میرے منظر کو نہ دیکھیں۔ میرا رنگ گندمی ہے اور بالوں میں بھی فرق ظاہر ہے جیسا کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں بیان ہوا۔ لہذا میرے آنے میں کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ میرے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس مسیح سے الگ قرار دیا ہے۔ جو احمر اللون تھا۔

پھر آپ بار بار اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ بلکہ اس قدر اللہ تعالیٰ کی طرف آپ نے رجوع کیا۔ کہ ارض و سما کے خالق نے آپ کو اس امر پر مامور فرما دیا کہ دنیا کے تمام لوگوں کو اس کے دربار میں حاضر کریں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"یاد رہے کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے نہ کچھ غرض کہ میں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھہراؤں" "میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو۔ مجھے اس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی۔ میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے اس نے گوشہ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ میں نے چاہا کہ میں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں مگر اس نے کہا کہ میں تجھے دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دونگا۔ پس یہ اس خدا سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیوں کیا۔ میرا اس میں کیا قصور ہے۔" (حقیقۃ الوحی صد۱۴۹)

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ صرف خود رجوع الی اللہ کیا اور بار بار کیا بلکہ لاکھوں انسانوں کو آپ نے محبوب ازلی کا

حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے متعلق اخبار "بدر" کے ایک حوالہ کی تشریح

غیر مبائعین کی حقائق بینہ پر پردہ ڈالنے کی مذموم روش

"پیغام صلح" میں گذشتہ دنوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے متعلق کچھ مضامین شائع ہوئے۔ جن کا جواب جناب قاضی محمد نذیر صاحب نے الفضل کے چند نمبروں میں دیا ہے۔ میں جو گزارش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ کے مضمون کا وہ حصہ جو ۲۰ اگست کے الفضل میں شائع ہوا ہے۔ اس میں آپ نے اہل پیغام کا پیشکردہ ایک حوالہ نقل فرمایا ہے جس سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریعی اور غیر تشریعی دونوں قسم کی نبوت بند ہے۔ جس کے الفاظ الفضل مذکور میں یہ درج ہیں کہ "محی الدین ابن عربی کا مذہب ہے کہ نبوت تشریعی بند ہے۔ مگر غیر تشریعی جاری ہے۔ مگر ہمارا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت بند ہے۔"

اہل پیغام کے کسی مضمون نگار کا پیشکردہ حوالہ تحریر کرنے کے بعد قاضی صاحب موصوف اس کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"بدر کا جو حوالہ پیش کیا گیا ہے۔ اگر یہ دیانتداری سے پیش کیا گیا ہے۔ جس کے متعلق دیگر حوالجات پیشکردہ کو دیکھ کر شک پیدا ہو گیا ہے۔"

گویا قاضی صاحب کو اس بات پر شک پیدا ہوا ہے۔ کہ جس طرح غیر مبائع مضمون نگار نے باقی حوالے کاٹ چھانٹ کر پیش کئے ہیں۔ اسی طرح یہ حوالہ بھی کہیں ان کی صفت تنسیخیہ کی زد میں نہ آگیا ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قاضی صاحب موصوف کے پاس بدر کا فائل موجود نہ تھا۔ ورنہ وہ پیشکردہ حوالہ کو اصل مقام سے دیکھ کر غیر مبائع مضمون نگار کی اس افسوسناک روش پر روشنی ڈالتے جو اس نے اس حوالہ میں قطع و برید کر کے کی ہے۔

میں قاضی صاحب موصوف کی خدمت میں بالخصوص اور دیگر تمام احباب کی خدمت میں بالعموم نہایت ادب سے گزارش کروں گا۔ کہ اہل پیغام میں سے کوئی ایک فرد بھی میں نے ایسا نہیں دیکھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی حوالہ جو حضور نے بالخصوص اپنی نبوت یا اجرائے نبوت کے ثبوت میں پیش فرمایا ہو۔ صحیح اور سالم پیش کرے۔ بلکہ تحریف، تنسیخ، تبدیل اور تحدید کے جتنے فنون قرآن کریم نے ایک قوم کی طرف منسوب کئے ہیں۔ وہ سب فن ان لوگوں نے اختیار کر لئے ہیں۔ مجھے اکثر غیر مبائعین سے ملنے کا موقعہ ملا ہے۔ میں نے سب کو حوالوں کی کتر بیونت میں ماہر پایا ہے۔ جس کا کچھ نمونہ قاضی صاحب موصوف اپنے مضمون میں پیش کر چکے ہیں۔ اور مزید ثبوت بدر کا وہ حوالہ ہے جس پر قاضی محمد نذیر صاحب کو شک پیدا ہوا۔ وہ میں سارے کا سارا نقل کر کے ان کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ فی الواقعہ یہ حوالہ بھی غیر مبائع دوست نے دیانتداری کو بالائے طاق رکھ کر پیش کیا ہے۔

حوالہ کی اصل عبارت یہ ہے۔ جس کا خط کشیدہ حصہ اہل پیغام کی دست برد کا شکار ہو گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی جائز نہیں۔ دوسری جائز ہے۔ مگر میرا اپنا مذہب یہ ہے کہ ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔ صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انعکاس سے جو نبوت ہو وہ جائز ہے"

(بدر ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۰۲ کالم اول)

میرا خیال ہے اب اس حوالہ کو دیکھ کر قاضی صاحب موصوف اور دیگر احباب کو یقین ہو گیا ہو گا۔ کہ یہ دشمنانِ نبوت کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل عبارتوں میں قطع و برید کرتے ہیں اور کس طرح

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

کی مثل کے مطابق دھوکہ دینے کے لئے بار بار غلط حوالے دیتے ہیں۔

پھر اخبار بدر کے جس مقام سے اہل پیغام کے مضمون نگار نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ محی الدین ابن عربی تو غیر تشریعی نبوت کے اجراء کے قائل ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر دو کے منکر ہیں۔ وہاں اسے یہ نظر نہیں آیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے نبوت مل سکتی ہے مگر میں احباب کرام کی خدمت میں اس سے پہلی چند سطور پیش کر کے واضح کرتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت زور سے اس حوالہ میں نبوت کا اجراء ثابت کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"چونکہ خدا تعالیٰ کا ارادہ تھا۔ کہ اور کوئی شریعت اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ ہو گی۔ اس لئے آپ کو وہ علوم اور الفاظ دیئے۔ کہ کسی کو پھر نئی شریعت کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ خاتم النبیین کی آیت بتلا رہی ہے۔ کہ جسمانی نسل کا انقطاع ہے نہ کہ روحانی نسل کا۔ اس لئے جس ذریعہ سے وہ نبوت کی نفی کرتے ہیں۔ اسی سے نبوت کا اثبات ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چونکہ کمال عظمت خدا تعالیٰ کو منظور تھی۔ اس لئے لکھ دیا۔ کہ آئندہ نبوت آپ کی اتباع کی مہر سے ہو گی۔ اور اگر یہ معنے ہوں کہ نبوت ختم ہے۔ تو اس سے خدا تعالیٰ کے فیضان کے بخل کی بو آتی ہے ہاں یہ معنے ہیں کہ ہر ایک قسم کا کمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ اور پھر آئندہ آپ کی مہر سے وہ کمال آپ کی امت کو ملا کریں گے۔ نبوت کے معنے مکالمہ کے ہیں جو غیب کی خبر دیوے وہ نبی ہے۔ اگر آئندہ نبوت کو باطل قرار دو گے۔ تو پھر یہ امت خیر امت نہ رہے گی۔ بلکہ کالانعام ہو گی۔"

اس عبارت کو نقل کر کے میں تمام غیر مبائعین کی خدمت میں گزارش کروں گا۔ الیس منکم رجل رشید کیا آپ میں سے کوئی ہے جو خدا کا خوف دل میں رکھ کر سوچے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبوت کا انکار کر رہے ہیں۔ یا نبوت کو باطل قرار دینے والے کو جیسا کہ قرآن کریم نے بعض کے حق میں فرمایا۔ اولئک کالانعام بل ھم اضل قرار دے رہے ہیں۔

خاکسار ابو البشارت عبد الغفور مولوی فاضل قادیان

نوٹ: میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد کرتا ہوں۔ کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے مجھے ایک لمبی بیماری کے بعد صحت عطا کرنی شروع کر دی ہے۔ اور آج میں اس قابل ہوا ہوں۔ کہ بیٹھ کر اپنے ہاتھ سے چند سطور لکھ سکوں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس کے بعد میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور پھر ان تمام احباب کا بے حد ممنون ہوں۔ جنہوں نے میری صحت کے لئے دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ابھی تک چونکہ مکمل صحت نہیں ہوئی۔ اس لئے احباب اپنی دعاؤں کے سلسلہ کو جاری رکھیں۔

دریائے راوی میں طغیانی۔ ہر طرف پانی ہی پانی

لاہور ۲۴ اگست۔ دریائے راوی میں زبردست سیلاب کی خبر سے شہر میں ہیجان پھیلا ہوا ہے۔ کیونکہ پانی لاہور کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ لاہور کے اردگرد کئی گاؤں زیر آب ہیں۔ اور ایک گاؤں تو غرق ہو گیا ہے۔ اگر دریائے راوی کے پل پر کھڑے ہو کر دیکھا جائے تو جہاں تک نظر کام کرتی ہے۔ پانی کے سوائے کچھ نظر نہیں آتا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سیلاب سے بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ دریا کا پانی کل شام سے چڑھنا شروع ہوا۔ راوی روڈ کے ایک طرف پانی منٹو پارک تک پہنچ چکا ہے۔ دریائے راوی سے ایک دو فرلانگ کے فاصلہ پر تھانہ روڈ کے پاس لچھمن سنگھ کی آبادی کی گلیوں میں تین فٹ پانی پھر رہا تھا۔ راوی روڈ کے قریب اتنا پانی ہے کہ آدمی آسانی سے ڈوب سکتا ہے۔ راوی روڈ کی دوسری طرف تو پانی دو تین میل تک دور چلا گیا ہے۔ سڑک کے دونوں طرف لکڑی کے ٹھیکیداروں کی دوکانوں کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور کئی گاڑیاں بہ گئی ہیں۔ راوی کے دونوں طرف فصلیں پانی میں بہ گئی ہیں۔ یوں بھی چاروں طرف فصلیں دریا کے پانی نے تباہ کر دی ہیں۔ اور جہاں جہاں پانی موجود ہے۔ فصل کا نام و نشان نہیں۔

لاہور۔ گوجرانوالہ کے درمیان لاریوں کی آمد و رفت بند ہو چکی ہے۔ سیلاب کے باعث شاہدرہ سے گاڑیاں لیٹ چل رہی ہیں۔ اور پہلے ایک میل تک بہت آہستہ رفتار سے چلائی جاتی ہیں۔ شاہدرہ کے قریب شاہدرہ ڈویلپنگ فیکٹری، رنگ بنانے کا کارخانہ، ماچس فیکٹری تک پانی پہنچ چکا ہے۔ راوی روڈ کے اردگرد جو مکانات زیر آب ہیں۔ ان میں سے بہت سے خالی ہو رہے ہیں۔ شاہدرہ ریلوے سٹیشن کے نزدیک ایک سڑک کے ایک طرف مکانات۔ دکانیں اور کوٹھیوں میں پانی پھر رہا ہے۔ اور مرد اور عورتیں سامان نکال کر سڑک پر ڈیرہ لگائے بیٹھے ہیں اور سیلاب کی وجہ سے بہت خوف زدہ ہو رہے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ طغیانی سے پہلے پانی دس بارہ فٹ گہرا تھا۔ پندرہ فٹ پانی چڑھ چکا ہے۔ دریائے راوی پر ریل کے آہنی پل سے پانی صرف تین چار فٹ نیچے ہے پانی میں ہزاروں لکڑیاں اور گھڑے اور اسی طرح کی چیزیں بہتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اور پانی میں سانپ اور دوسرے مضر جانور بھی پانی کی رو کے ساتھ بہے جا رہے ہیں۔

مقامی افسران کو طغیانی کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ اور وہ ان علاقوں کو بچانے کی تدابیر سوچ رہے ہیں۔ جن میں پانی پھر رہا ہے۔ اور جن کے تباہ ہو جانے کا خطرہ ہے۔ شاہدرہ کے نزدیک عمارات کو بچانے کے لئے وہاں مزدور پہنچ رہے ہیں۔ بہت سے ٹوکرے۔ لیمپ اور دیگر سامان چھکڑوں وغیرہ کے ذریعہ پہنچایا جا رہا ہے۔ اور بند وغیرہ باندھنے کی کوششیں ہو رہی ہیں

گجرات اور لالہ موسیٰ سے آنے والے چند لاری ڈرائیوروں کا بیان ہے کہ اس طرف بھی سیلاب نے بہت تباہی مچا رکھی ہے۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ پانی میں چند آدمیوں کی لاشیں بھی دیکھی گئیں۔ ادہر فصلوں اور انسانی جانوں کا بہت نقصان ہوا ہے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ اگر طغیانی اسی طرح زوروں پر رہی۔ تو شاہدرہ اور گوجرانوالہ کے درمیان ریلوے لائن کے زیر آب ہونے اور ٹوٹنے کا خطرہ ہے حکام کی طرف سے ریلوے لائن اور دوسری فیکٹریوں وغیرہ کو بچانے کی بہت کوشش ہو رہی ہے۔ اور شہر میں لوگ طغیانی کی اطلاعات سے ہراساں ہو رہے ہیں۔

برساتی نالہ بھمبر میں ناگہانی طوفان

بھمبر ۲۳ اگست۔ رات کے ۱۲ بجے جب کہ لوگ سو رہے تھے۔ یکا یک پہاڑ سے پانی کا سیلاب نالہ بھمبر میں سمندر کی طرح اُمڈ پڑا۔ ایسا طوفان آج تک سب بوڑھے کہتے ہیں کہ کبھی نہیں آیا تھا۔ سیلاب میں بڑے بڑے پرانے درخت۔ چیل۔ شیشم بوہڑ وغیرہ جڑوں سے اکھڑ گئے۔ سینکڑوں انسان معہ مویشیان و مال کے سب پانی کی نذر ہو گئے۔ کئی لاشیں درختوں کے جھنڈ میں بہتی ہوئی پائی گئیں۔ بکریاں۔ خچریں بھینسوں کے علاوہ کئی مکانات کی لکڑیاں بہتی ہوئی پائی گئیں۔ جہاں فصلیں و گھاس اپنے پورے جوبن پر تھے۔ وہاں ریت کے انبار لگ گئے ہیں۔ مویشیوں کے کھانے کے لئے ایک گھاس کا تنکا تک نہیں رہا۔ سب کے سب کنوئیں پانی سے بھر گئے اور تباہ ہو گئے ہیں۔ اس وقت پینے کے لئے پانی بھی میسر ہونا مشکل ہو رہا ہے۔

بھمبر ہائی سکول کی بلڈنگ کی فصیل کا نام تک نہیں رہا۔ کمروں کے اندر ریت کے انبار ہو گئے ہیں۔ ڈاک بنگلہ۔ کنوآں اور باغ نابود ہو گئے ہیں۔ اس وقت تمام سڑکیں راستے مسدود ہو کر ناقابل گذر ہو گئے ہیں۔ سڑکوں کے اردگرد تمام پرندے اور مویشی مردہ پائے گئے۔ سینکڑوں انسانی جانوں کا نقصان ہوا۔

نالہ بھمبر نے جہاں ڈاک بنگلہ کے نزدیک جنگی بیلہ کو بالکل تباہ کر دیا ہے۔ اسی جگہ سرکاری عمارات۔ ڈاک بنگلہ۔ بورڈنگ ہاؤس۔ ہائی سکول وغیرہ بھی واقع ہیں جن کو کافی نقصان پہنچا ہے۔

فیض الحسن آلو مہاری پر فرد جرم لگ گئی

۲۴ اگست کو گورداسپور میں فیض الحسن کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۱۵۳ الف کی سماعت ہوئی۔ سرکار کی طرف سے لالہ کرم چند اور صفائی کی طرف سے شیخ چراغ الدین پلیڈر اور شریف حسین پلیڈر تھے۔

ماسٹر نور محمد ڈرائنگ ماسٹر ایم بی ہائی سکول نے بیان کیا۔ کہ میں غیر مرزائی ہوں میں نے ۳ اور ۴ مئی کو احرار تبلیغ کانفرنس پٹھان کوٹ کی تقریریں سنی تھیں۔ ہر روز تقریروں پر میرے دستخط کرائے جاتے تھے شاہ صاحب نے ۴ مئی کو ہزار بارہ سو آدمیوں کے مجمع میں تقریر کی تھی۔ آپ کی تقریر کے مندرجہ ذیل فقرے مجھے یاد ہیں۔

(۱) رسول کریم رحمت لے کر آئے۔ اور میرزا غلام احمد زحمت لے کر آیا۔

(۲) میرزائی گورنمنٹ کے چوہے ہیں

(۳) تم تو کرو ڑ مسلمان ہو۔ اگر تم سب تھو کو۔ تو میرزائی دب جائیں۔

(۴) میرزائیوں کو تم نے ہی مارنا ہے باہر سے آکر کسی نے نہیں مارنا۔

(۵) کراچی میں گولی چلی۔ بغداد فتح ہوا میرزائیوں نے گورنمنٹ کو مبارکباد کا تار دیا۔

گواہ نے بیان کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ سید عطاء اللہ شاہ کی تقریریں بھی سنی تھیں۔ لیکن ان میں سے کوئی فقرہ اس طرح یاد نہیں۔ البتہ تقریر مرزائیوں کے خلاف تھی۔

گواہ کے بیان کے بعد فیض الحسن نے بیان دیا۔

(س) کیا تم نے ۳ اور ۴ مئی کو احرار کانفرنس پٹھان کوٹ میں تقریریں کیں۔

(ج) ہاں میں نے ان تاریخوں کو پٹھانکوٹ میں تقریریں کی تھیں

(س) کیا تم نے دوران تقریر میں حسب ذیل الفاظ یا اسی مفہوم کے الفاظ کہے تھے۔

(اس کے بعد وہ تمام فقرے پڑھ کر سنائے گئے۔ جو استغاثہ کی طرف سے قابل اعتراض قرار دئے گئے ہیں)

(ج) میری تقریر کو غلط طور سے پیش کیا گیا ہے۔ کوئی معقول آدمی ایسی تقریر نہیں کر سکتا۔ یہ الفاظ جو پیش کئے گئے ہیں میرے نہیں

"میرا اسلام کہتاہے کہ جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوٰے کرتاہے وہ مفتری ہے" کی بجائے میرا فقرہ تھا کہ "میرا اسلام کہتاہے۔ کہ جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوٰے کرتاہے وہ مرتد ہے۔ وہ اللہ کے بندے کی توہین کرتاہے۔ وہ واجب القتل ہے۔" میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ اس کو قتل کردو۔ میں نے لفظ مرزائیت کہا تھا۔ میرزائی نہیں کہا تھا۔

میں نے یہ کہا تھا کہ حضرت محمد صلعم رحمت بن کر آئے تھے۔ مگر اس کا دوسرا حصہ کہ یہ زحمت بن کر آیاہے۔ کچھ بدلا ہوا نظر آتاہے۔

(س) پٹھانکوٹ میں تقریر کرنے سے تمہاری یہ نیت تھی کہ سرکار یا مرزائیوں کے خلاف منافرت پھیلائی جائے۔

(ج) نہیں

(س) آپ کے خلاف کیوں مقدمہ بنایا گیا ہے۔

(ج) میں نہیں جانتا۔

ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو تحریری بیان دوں گا۔ عدالت نے ۱۵۳ الف کے ماتحت فرد جرم عائد کرتے ہوئے جرم کی صحت کے متعلق استفسار کیا۔ تو اس نے ارتکاب جرم سے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

قاہرہ ۲۴ اگست۔ مصر کے جمعیۃ اقوام میں داخلہ کے لئے فوری اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ ریجنسی نے وزیر اعظم نحاس پاشا کو اختیار دیا ہے۔ کہ لیگ میں مصر کی شمولیت کے متعلق اس سے درخواست کرے معلوم ہوا ہے برطانیہ اور انگلستان کے درمیان معاہدہ پر دستخط ثبت ہو جانے کے بعد نحاس پاشا اس مقصد کے لئے جنیوا جائیں گے۔

ماسکو ۲۴ اگست۔ مقدمہ سازش کے ۱۶ ملزمین کو جن میں زینوف اور کیمنوف بھی شامل ہیں سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا ہے۔ عدالت نے آٹھ گھنٹے کے غور و خوض کے بعد فیصلہ سنا دیا۔ کہ تمام ملزمین کو گولی سے اڑا دیا جائے۔ مجرمین اب سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی سے اپیل کریں گے۔

لنڈن ۲۴ اگست۔ اخبار "ڈیلی ٹیلی گراف" کا نامہ نگار متعینہ برلن لکھتا ہے کہ جرمن اخبارات میں روس پر شدید حملے کئے گئے ہیں۔ برلن کی ایک خبر رساں ایجنسی کا بیان ہے کہ بحیرہ بالٹک میں اس وقت ۰۔۴ روسی آبدوز کشتیاں موجود ہیں۔ ان میں سے ہر ایک میں تو نو سو ٹن تباہ کن مادہ۔ آٹھ آٹھ تارپیڈو ٹیوب ہیں اور دو دو توپیں ہیں۔ اور یہ کشتیاں سات ہزار میل کے نصف قطر کے حلقہ میں تباہی لا سکتی ہیں۔

لزبن ۲۴ اگست۔ سیویل سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ باغیوں کے طیاروں کے ایک بیڑہ نے میڈرڈ پر حملہ کر کے فوجی بارکوں پر شدید بم باری کی۔

لنڈن ۲۴ اگست۔ حکومت ہسپانیہ نے حکومت برطانیہ کو اطمینان دلایا تھا۔ کہ تمام بحری علاقہ میں کسی برطانوی جہاز کی تلاشی نہیں لی جائے گی۔ لیکن اس اعلان کے بعد چوبیس گھنٹے کے اندر اندر میلیلا سے دس میل کے فاصلہ پر ایک برطانی جہاز کو روک لیا گیا جبل الطارق کے برطانوی بحری حکام نے فوراً اس سلسلہ میں ضروری اقدام کیا۔ اور ایک جنگی جہاز اور دو تباہ کن کشتیاں تحقیقات کے لئے متعین کر دیں۔ ہسپانیہ کے بحری کپتان نے اس واقعہ کے متعلق معافی مانگ لی ہے۔

امرتسر ۲۴ اگست۔ حکومت پنجاب کی طرف سے تحصیلدار اجنالہ کو تار موصول ہوا ہے۔ کہ دریائے راوی میں زبردست طغیانی آرہی ہے۔ پچیس فٹ تک پانی چڑھ جانے کا خطرہ ہے۔ اس لئے دریا کے کنارے آباد دیہات کے باشندوں کو مطلع کر دیا جائے۔ کہ وہ اپنے بچاؤ کا انتظام کر لیں۔ دیہاتی سیلاب کے خطرہ کے پیش نظر دیہات خالی کر رہے ہیں۔

لاہور ۲۴ اگست۔ "نیرنگ" کے ایڈیٹر نے مولوی ظفر علی کے خلاف زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند اس الزام میں ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کیا ہے۔ کہ ۸ جولائی ۱۹۳۶ء کو شاہی مسجد میں ملک لال خاں نے تقریر کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ مسجد شہید گنج کے متعلق ایک اہم دستاویز مولوی ظفر علی کے صندوقچہ سے وہ لوگ چرا کر لے گئے۔ جو اُس وقت "زمیندار" کے ایڈیٹر تھے اور اب ایک دوسرے اخبار کے ایڈیٹر ہیں۔

نتھیا گلی ۲۴ اگست۔ سرحد ہزارہ پر قبائل کے تصادم میں دو آدمی قتل اور دو مجروح ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جھگڑا ایک مقام پر ایک برج کی تعمیر پر ہوا۔

لنڈن ۲۴ اگست۔ حکومت مصر کے تیرہ نمائندے گذشتہ شب معاہدہ مصر و برطانیہ پر دستخط ثبت کرنے کے لئے لنڈن پہنچ گئے۔ وفد کے قائد وزیر اعظم مصر نحاس پاشا ہیں۔

مدراس ۲۴ اگست۔ مدراس کونسل کے آئندہ اجلاس میں یہ قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا گیا ہے کہ شہر اور پریذیڈنسی مدراس کے بیکاروں کی مالی اعانت کے لئے مالیہ سے فوراً دس لاکھ روپیہ کی رقم وقف کر دی جائے۔

مارسیلز ۲۴ اگست۔ ایک اطلاع مظہر ہے کہ میڈرڈ کی صورت حالات روز بروز ابتر ہوتی جا رہی ہے شہر کو فضائی حملے کا خطرہ لاحق رہتا ہے شرفا امراء اور رائیٹسٹ پارٹی کے بڑے بڑے ارکان کو گولی سے اڑا دینے کے واقعات ہر روز رونما ہو رہے ہیں گلیوں میں جابجا لاشیں دکھائی دیتی ہیں امراء کو مشکلات سے نجات دلانے کے عوض بڑی بڑی رقوم وصول کی جا رہی ہیں۔

شملہ ۲۴ اگست۔ اگست ۱۹۳۵ء میں نیوار گاؤں (ضلع ٹرانگال) کے قریب ایک سیارہ ٹوٹ کر گر پڑا تھا۔ اس کے متعلق جیولوجیکل سروے آف انڈیا نے اپنی مفصل تحقیقات کو مکمل کر لیا ہے۔ مذکورہ شہاب ثاقب کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ یہ سیارہ دن کے وقت ٹوٹا تھا۔ نیز اس کے ساتھ پتھروں کی بوچھاڑ کے علاوہ بجلی کی گرج کی طرح مہیب آواز پیدا ہوئی تھی۔

لزبن ۲۴ اگست۔ یہ خبر براڈ کاسٹ کی گئی ہے کہ باغیوں کے اکیس طیاروں نے میڈرڈ پر زبردست بمباری کی اور چار سو بم پھینکے۔ میڈرڈ کی عاجلانہ فتح کی توقع کی جا رہی ہے۔

بیت المقدس ۲۴ اگست۔ فوجی ساحلی علاقہ سے مسلح عربوں کی تلاش کر رہے ہیں۔ کل کے تصادم میں ۶ اور عرب ہلاک ہوئے۔ تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجشنبہ کے تصادمات میں حیدرا کے مقام پر ۳۲ عرب ہلاک ہوئے

لاہور ۲۴ اگست۔ حکومت پنجاب کے حکام سال رواں میں پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں پولیس کی جمعیتہ میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ پولیس کمیٹی کی رپورٹ پر غور و خوض ہو رہا ہے۔ اگر یہ تجویز منظور ہو گئی۔ تو حکومت کو ۲۰ ہزار روپیہ زائد خرچ کرنا پڑے گا۔

سیالکوٹ ۲۴ اگست۔ جمعہ کی صبح کو یہاں زلزلہ کا ایک معمولی جھٹکا محسوس کیا گیا۔ کسی قسم کے نقصان کی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

بمبئی ۲۴ اگست۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس میں ایک قرارداد پیش ہوئی۔ کہ کانگرس کمیٹی کی تمام کارروائی ہندی میں ہو۔ اس قرارداد پر بحث و تمحیص کے بعد جب رائے شماری کی گئی تو ۴۲ کے مقابلہ میں ۴۳ آراء کی مخالفت سے گر گئی۔

لنڈن (بذریعہ ڈاک) معلوم ہوا ہے کہ بغاوت ہسپانیہ میں سرکاری افواج کے سپاہی خاص طور پر پادریوں کو جور و ستم کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ کیونکہ ان کا خیال ہے کہ یہی لوگ بغاوت کے اصل ذمہ دار ہیں۔ بارسیلونا میں پادریوں کو گولیوں سے اڑا دیا گیا۔ اور تمام گرجوں کو نذر آتش کر دیا گیا ہے۔

جبل الطارق ۲۴ اگست۔ ملاگا پر باغی طیاروں نے بم برسائے جس کے نتیجہ میں پٹرول کا ذخیرہ بالکل تباہ ہو گیا معلوم ہوا ہے کہ اس میں دس لاکھ گیلن تیل تھا۔

روما ۲۴ اگست۔ مسولینی طیارہ کے ذریعہ جزیرہ ایلبا کو روانہ ہو گیا۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس سفر کا مقصد جزیرہ کے جنگی استحکامات کا معائنہ ہے۔

ٹریونڈرم ۲۴ اگست۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ نواب سر محمد حبیب اللہ دیوان ٹراونکور نے بعض ذاتی امور کی وجہ سے مہاراجہ سے درخواست کی ہے کہ انہیں سبکدوش کیا جائے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سر حبیب اللہ اکتوبر کے آغاز میں اپنے عہدہ سے سبکدوش ہو کر غیر ممالک میں سیاحت کریں گے۔

امرتسر ۲۴ اگست۔ گیہوں حاضر ۲ روپے ۱۲ آنے ۳ پائی۔ نخود حاضر ۲ روپے ۲ آنے۔ سونا دیسی ۳۵ روپے ۶ پائی اور چاندی دیسی ۴۹ روپے ہے۔

کلکتہ ۲۴ اگست۔ آج کلکتہ کے ایکسچینج ریٹ حسب ذیل ہیں۔ لنڈن ایک روپیہ = ۱ شلنگ $6\frac{3}{32}$ پنس۔ پیرس ۱۰۰ روپیہ = ۵۷۰ فرینک۔ نیویارک ۱۰۰ ڈالر = $263\frac{1}{2}$ روپے۔ ٹوکیو ۱۰۰ ین = $77\frac{5}{8}$ روپیہ۔ جاوا ۱۰۰ روپیہ = $55\frac{1}{2}$ گلڈر۔ برلن ۱۰۰ روپیہ = ۹۳ مارک۔ ہانگ کانگ ۱۰۰ ڈالر = ۸۳ روپے۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی